عربی شاعری و خیالات کا اثر بروفنسا و اطالیہ کی شاعری پر

از
جناب ڈاکٹر محمد احمد صاحب صدیقی
(پروفیسر یونیورسٹی الہ آباد)

(۳)

اگرچہ ڈوزی کے وقت سے اب تک برابر اس کی تحقیق جاری رہی مگر کوئی مکمل حل نہ ہو سکا اتنا ضرور پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں بقول Julien Ribera کہ صرف اندلس کے مراقشی جو اندلس نژاد تھے وہ ہی نہیں بلکہ تمام اونچے طبقہ سے لے کر نیچے طبقہ کے لوگ تک رومانس بخوبی سمجھتے اور بولتے تھے اندلسی عرب نے جب عرب تہذیب کو اپنے اندر جذب کر لیا تو اس میں اضافات بھی کئے اندلس کے عیسائی جو نصف عرب ہو چکے تھے جیسا کہ ان کے نام مستعربین mocaraleian (mozaralees) سے ظاہر ہے اور جو عربی ادب سے بطریق احسن واقف تھے انھوں نے اسلامی تہذیب کو شمالی ممالک میں روشناس کرایا اس کا ذکر اندلس کی تاریخ اور شاعری میں نمایاں ہے عبدالرحمن اول نے گوتھ Goth کے ساتھ جو مستعربین mocaraleian یعنی mixed Arabian کے نام سے مسلمانوں کے درمیان رہتے تھے مکمل رواداری سے کام لیا، عبدالرحمن عادل نے عیسائیوں کے حقوق کی حفاظت کی اور ان علوم و فنون کی جاذبیت کے ذریعہ جو عرب کو ممتاز کئے ہوئے تھی ان کو اپنی حکومت میں رہنے دیا عیسائیوں نے ان کے طور، طریقے اختیار کئے عبدالرحمن جو شارلیمان ---- charlemagne کا ہم عصر تھا اور جو ذی علم بھی تھا اس نے عیسائیوں کی تہذیب میں فرانسیسی شاہاں سے زیادہ حصہ لیا حتیٰ کہ مستعربین mocaraleian نے اپنے علم و ہنر کی ترقی و اشاعت کے لئے صرف عربی زبان کو منتخب

کیا قرطبہ کے Alvaro نے نویں صدی کے وسط میں اپنی کتاب Indiculus Luminosus میں شکایت کی کہ اس کے ملک والوں نے کلدانیوں (Chaldians) کے لئے اپنی خاص طرز تحریر کو چھوڑ دیا اشبیلیہ کے بادشاہ John of seville نے عیسائیوں کی آسانی کے لئے جو کہ لاطینی زبان کے مقابلہ میں عربی زبان سے زیادہ واقف تھے عربی زبان میں آسمانی کتابوں کا ترجمہ کیا اسی اثنا میں اندلسی مذہب کے مکمل قوانین کا ترجمہ بھی عربی زبان میں ہو گیا اور عرب کے مذہب کے بہت سے رسالوں کا اندلسی زبان میں چرچا ہوا اس طرح عربی اندلس کی حکومت میں دونوں زبانیں عام طور سے بولی جانے لگیں اور خوب رائج ہو گئیں اور مغربی عیسائی عربی زبان وادب سے واقف ہو گئے عبدالرحمن نے کالج اور یونیورسٹیاں قائم کیں جو عیسائی فضلا سے مشحون تھیں، گربرٹ اشبیلیہ Sevilla اور قرطبہ Cordova میں علوم وفنون حاصل کر کے فرانس اور اٹلی میں اتنا فوقیت لے گیا کہ ۹۹۹ء سے ۱۰۰۳ء تک مسند پوپ پر سلفسٹر ثانی کے نام سے فائز رہا جیسا کہ پہلے مذکور ہوا اس کے علاوہ بہت سے دوسرے انگریز، فرانسیسی اور اطالویوں نے جنوبی اندلس میں رہ کر گیارھویں صدی میں علوم وفنون حاصل کئے، نبرہ Navara کا Compenuus، کارمونا (Carmona) کا جرارڈ Gerard دانیال مورلے Danial morley اور دوسرے بہت سے حضرات نے اپنی تحریروں میں اقرار کیا ہے کہ جو کچھ انھوں نے پبلک میں رائج کیا وہ اس میں عرب کے بالکلیہ زیر بار احسان ہیں انکو عربوں[1] ہی سے لے کر رائج کیا۔

اندلس میں اُموی حکومت نے بہت سی چھوٹی چھوٹی مراقشی ریاستیں قائم ہونے کا موقع دیا جو علم وہنر کی اشاعت میں ایک دوسرے کے حریف تھے ان کے یہاں بہت سے شاعر غرناطہ Granada اشبیلیہ saville قرطبہ cordova طلیطلہ Toleda بلنسیہ Volencia اور سرقسطہ Saragossa کے دربار میں تھے اور بہت سے منجم طبیب اور مورخ بھی بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز تھے ان کی کثیر تعداد مستعربین اور عیسائیوں کی تھی جو جب کسی وجہ سے مراقشی بادشاہ سے ناراض ہوتے تو یہاں کے علوم وفنون کا خزانہ لے کر عیسائیوں کے یہاں بھاگ جاتے جو ان

1. Historical view of the literature of the south of Europe by Sismondi

کو مصیبت زدہ بھائی سمجھتے ہوئے ان کی آؤ بھگت کرتے اور اسپین کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں خاص کر قاطالونیہ catolonia اور ارغون Aragon نے جن سے سرقسطہ Saragossa کی مسلم حکومت سنہ ۱۱۱۲ء تک گھری ہوئی تھی اپنی مخصوص ذات کے نفع حاصل کرنے کے لئے اُن حساب داں، فلسفی اور اطبا اور تروبادور یا قصص اور گانوں کے موجدین کو مقرر کیا تھا جنہوں نے اپنی اولین تعلیم اندلسیہ کے کالج میں پائی تھی اور مشرقی علوم سے حاصل کردہ قصوں اور افسانوں کو ان درباروں میں سنا کر درباریوں کو خوش کیا کرتے تھے۔ قاطالونیہ catolonia اور بروفنسا Praena کی حکومت کے باہمی اختلاط و اتحاد نے انھیں فضلاء کو اور تروبادور کو Reymond-Berenger کے ریاستوں میں روشناس کرایا رومانس کے محاورات اس وقت اتنے صاف نہ تھے جتنے کہ اب ہیں اور تروبادور بہایت آسانی سے قشتالیہ castile سے بروفنسا چلے گئے جو جنوبی زبانوں کا شاندار مرکز تھا۔ اس طرح یورپ کی زیر بحث اقوام نے عربی شاعری کا اثر قبول کیا۔

جنوبی فرانس میں بروفنسا کے کاؤنٹس (counts) ہی صرف وہ بادشاہ نہ تھے جن کے دربار میں اوق ہی Langue زبان بولی جاتی تھی اور جہاں مراقشی اسکولوں کے تعلیم یافتہ قصہ گو اور شعراء کی آؤ بھگت ہوئی بلکہ گیارھویں صدی کے اخیر میں نصف فرانس میں آزاد حکومتیں قائم ہو گئی تھیں جن کا آپس میں تعلق صرف بروفنسال زبان کی وجہ سے تھا جس کو وہ سب بولتے تھے انھیں میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی تھیں جو تقریباً آزاد تھیں ان درباروں میں بھی قصہ گو۔ اطبار، منجم وغیرہ مال کی تلاش میں پہنچتے تھے اور شمال کو اندلس کے علم و ہنر سے بہرہ ور کرتے تھے ان کا مقصد صرف امرا کو خوش کرنا تھا جس کے عوض میں ان کو تہواروں اور جشن کے موقعوں میں آنے کی اجازت تھی جہاں یہ بہادری کے محبت آمیز گانے گاتے تھے اور انعامات حاصل کرتے تھے ان کے اشعار سننے والوں کے دلوں کو متاثر کرتے تھے اس طرح مراقش سے بھاگے ہوئے لوگ شاہزادوں کے معلم بن گئے غنائی اشعار ہی میں جذبات محبت کا اظہار ہوتا تھا جس کو ان لوگوں نے عرب سے سیکھا تھا کوئی بادشاہ بھی جو تخت شاہی پر جلوہ فگن ہوتا تھا ان تاثرات سے خالی نہ ہوتا تھا اسی قسم کے

محبت آمیز خیالات کے اظہار کو باعث فخر سمجھتا تھا، عاشق مزاج بادشاہ اپنے اشعار میں معشوق کا ذکر کرتے اور جب یورپ کے شاہاں نے شعراء اور تروبادور کے درمیان اس طرح وقعت حاصل کی تب تو کوئی رئیس یا بہادر ایسا نہ تھا جس نے اپنی شہرت بڑھانے کے لئے شریف ذکی الحس تروبادور شاعر بننے کی خواہش نہ کی ہو۔ اس شاعری کے لئے نغمہ اور الحان بھی ضروری تھا جو کانوں کو خوشگوار معلوم ہو لیکن یہ عجیب بات ہے کہ تروبادور شاعری میں اس کا نشان نہیں ملتا اس سے یقین کے ساتھ یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ شاہزادگان اور بہادروں کے لئے کیسے ممکن تھا جو تقریباً کم علم یا جاہل تھے کہ وہ ایک تیز طبع تروبادور شاعر بن جائیں کچھ چیزیں ایسی ضرور نظر آتی ہیں جو لسان اور یورپ Europe کے بہادروں کے ذہنی میدان کو وسیع کرتے تھے مثلاً طلیطلہ Toledo کی فتح یا نئے قشتالیہ کی فتح New Castile الفانسو ششم Alphonso نے طلیطلہ Toledo کی مہم میں حصہ لینے کے لئے جو ۱۰۸۲ سے ۱۰۸۵ تک ہوئی تھی ان فرانسیسیوں اور برونفنا کے بہادروں کو بلایا تھا جو اس کی بیوی برگنڈی کی شاہزادی Countess of Burgundy کے ذریعہ اس کے عزیز تھے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسپین میں عیسائیوں کو غلبہ نصیب ہوا مراقشی اور عیسائی ایک دوسرے سے مل جل گئے ان مراقشیوں کے ساتھ بردباری کا برتاؤ کیا گیا مراقشی اور عیسائی مل جل کر اس فتح کو گانوں میں گاتے تھے قشتالیہ کے بادشاہ سے مکمل حلم کا اظہار کیا الفانسو نے گرجا کو مسجد کی طرح استعمال کی اجازت دے دی اگرچہ بعد میں اپنی بیوی کے اصرار پر مراقشیوں کو روک دیا۔ اس وقت سے لے کر فلپ سوم Philip III کی حکومت تک تقریباً ۵۰۰ سال طلیطلہ Toledo میں بہت سے عیسائی اور مراقشی ملے جلے رہے۔ اس شہر میں عرب کی مشہور یونیورسٹی تھی اس نے اپنے مدارس کو برقرار رکھا اور عیسائیوں میں مشرقی علوم کو پھیلایا، مستعربین Mozarabs عدالتوں میں فوجوں میں بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز تھے اور فرانسیسی بہادروں نے انھیں لوگوں کے ساتھ رہتے سہتے تھے جنہوں نے عربی ذوق علم سے ترقی حاصل کی تھی جب یہی فرانس والے حضرات طلیطلہ کی فتح ۲۵ رمئی ۱۰۸۵ء کے بعد اپنے ملک واپس آئے تو وہ اپنے ساتھ عربی علم و

عربی ذہنیت لے گئے جس کو انھوں نے اندلس میں سیکھا تھا۔[۱]

دوسری چیز جس نے گیارہویں صدی میں شاعرانہ تخیل کو متاثر کیا وہ صلیبی لڑائی کی تحریک تھی فرانس والوں نے اس جنگ میں نمایاں حصہ لیا تھا تروبادور نے بھی نہایت جوش وخروش کے ساتھ اپنے ملک والوں کا ساتھ دیا اس جنگ کی وجہ سے باہمی اختلاط ہوا جب ہم فرانس کے شہسواروں کے نظم مثلاً Romances of Bertha-au-grand-Pied یعنی شارلیمان Charlmagne کی ماں وغیرہ کا نظم جس کو Adenez, the king at arm of Philip نے لکھا دیکھتے ہیں تو ہم آسانی سے ان کی تفصیل سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ صلیبی لڑائی crusade کے مشرقی اور مغربی اقوام کے ملانے کے بعد لکھا گیا ہے اور اس نے فرانس کو عربوں کے خیالات کے خزانہ سے مالامال کردیا۔

تھیوڈورا Theodora ۸۵۰ء اور مقدونیوں کی macedonians کے مظالم ۸۶۷ء اور ۸۸۶ء میں ہزاروں آدمیوں کے قتل کا سبب ہوا کچھ لوگ مسلمانوں کے یہاں پناہ گزیں ہوئے اور کچھ بلگیرین Bulgarian بھاگ گئے، بلگیرین نے ایک عمدہ قسم کی تجارت کا سلسلہ جرمنی اور لیول Lemenic میں دریائے ڈینیوب danube کے ذریعہ قائم کر رکھا تھا انھوں نے ان کے خیالات کو شمالی یورپ میں پھیلایا اور وہ پالیشین Paulicians جو مسلمانوں کی رعایا ہو گئے تھے اندلس کے ذریعہ بتدریج جنوبی فرانس اور اٹلی میں داخل ہو کر اثرانداز ہوئے ان کی مصائب کی وجہ سے اس کا نام Cambardy اور Cagnea ۱۰c میں Paterines ہو گیا تھا۔[۲]

دوسرا خطہ جہاں سے زیر بحث یورپ میں عربی اثرات پہنچے وہ صقلیہ Sicily کی نارمن norman حکومتیں ہیں جن کی روایات کو فریڈرک دوم نے جاری وساری رکھا صقلیہ میں تحریری زبان عربی بھی تھی Roger اور اس کے بعد کے بادشاہوں کے زمانہ تک اسلامی حکومت

۱۔ Sismondys historical view of the of south of europe
Sismondi's Historical view of south of Europe.

کے زوال کے بعد تک وہ لوگ عربی میں لکھا کرتے تھے سسلی کے مقبروں میں جو آثار پائے جاتے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نویں صدی ہجری تک یہاں عربی زبان رائج رہی اس سلسلہ میں ایک عیسائی عورت کی قبر کا عربی کتبہ نہایت حیرت انگیز ہے جس کی عبارت حسب ذیل کا بد. ودرتوفیت

انه ام القسیس .... ودعالها بالرحمة - آمین آمین آمین ۔"

دیکھئے عربی زبان ملک میں اس قدر سرایت کر گئی تھی کہ عربوں کے چلے جانے کے بعد بھی عیسائی ایک مدت تک تحریر و تقریر میں عربی استعمال کرتے رہے کاغذ پر لکھا ہوا ایک فرمان ہے اس زبان کو روجر اول I Roger کی ملکہ نے یونانی اور عربی زبانوں میں غالباً ۱۱۰۹ میں جاری کرایا تھا روجر دوم Roger II عرب سے اس حد تک متاثر تھا کہ مسلمانوں کی پوشاک پہنتا تھا اس لئے اس کو بعض نقادوں نے "نیم بے دین بادشاہ" کے لقب سے یاد کیا ہے اس کی شاہی عبا عربی نقش و نگار سے مزین ہوتی تھی ایک اندلسی سیاح "ابن جبیر" نے پلرمو Plermo کی نصرانی عورتوں کو اسلامی لباس میں دیکھا ہے انھیں نارمن حکومتوں میں عربی شاعری بلاشک و شبہ فروغ پا رہی تھی خود فریڈرک نے بہت سے قصائد عربی میں لکھے لیکن فریڈرک کے دربار میں قشتالیہ کے الفانسو عاقل Alphanso the just of castile کے دربار کی طرح اگرچہ ہم سنتے ہیں کہ عربی کتابوں اور مسلم فلسفہ کی کتابوں کا ترجمہ کیا گیا اور بہت کچھ بروفنسال اور تروبادر شعراء کے متعلق بھی لکھا گیا لیکن کوئی یقینی اور یا وثوق ذکر عربی شاعر یا شاعری کا نہیں ملتا دوسری طرف مشرقی رقاصہ اور گانے والی لڑکیاں فریڈرک کے گانے کی مجالس میں ضرور پائی جاتی ہیں، قرون وسطی کے صقلیہ کا محتاط مورخ جہاں یہ بتانا ہے کہ اگر ہم عربی صقلی کے ہر دلعزیز شاعری کو اور زیادہ جانتے تو غالباً اس کے اور اٹلی شاعری کے قریبی باہمی تعلقات کو دریافت کر سکتے وہاں صرف یہ بتاتا ہے کہ یہاں عامی زبان کی شاعری عربی شاعری ہی کی پیروی میں مسلمان حاکموں کی سرپرستی میں وجود میں آئی تاہم یہ ایک اہم بات ہے کہ اٹلی کے ہردلعزیز شاعری کے اوزان جیسا کہ

Legacy of Islam (M. Amari storia dei musalmani di sicilia) 1868 - 72 III 736, 889)

Jacopone di Todi کے گانوں میں پایا جاتا ہے یا ان کے کیتھولک جشنوں میں نمایاں ہے وہ اندلسیہ کی ہر دل عزیز شاعری کے بالکل مماثل اور بجنسہٖ وہی ہے یہ بھی قابل غور ہے کہ Sicilian Richard of San Germano عربی تاریخ کی ایک نمایاں خصوصیت اپنی تاریخ میں نظم و اشعار کے اندراج میں نمایاں کرتا ہے۔ بارہویں صدی میں پلرمو کے دربار میں عرب اس قدر اثر انداز ہوئے کہ کسی دوسرے عیسائی دربار میں نہیں ہوئے ولیم اول کا محل مشرقی بادشاہوں کی طرح خواجہ سراؤں سے بھر گیا انھیں میں سے اس کا دوست اس کا محبوب بلکہ وزیر بھی تھا جب فریڈرک دوم بارہویں صدی کے اخیر میں شاہانِ نارمن کے تخت پر بیٹھا تو اس نے بہت سے عربوں کو Apulia میں جلاوطن کر دیا لیکن ان کو دربار میں خدمت سے الگ نہیں کیا اور نہ اپنی ذاتی خدمت سے الگ کیا یہ لوگ فوج میں بھی تھے، وزیر بھی تھے، قاضی القضاۃ بھی تھے اس طرح عرب کو کافی موقعہ ملا کہ یورپ کے مشرق اور مغرب میں لاطینی قوم میں اپنے علم و ہنر اور شاعری کو روشناس کرائیں صقلیہ کی تاریخ سے ہم نہایت اطمینان سے نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ عرب نے اٹلی کی شاعری پر جو صقلیہ کی شاعری کہلاتی تھی کس قدر عظیم الشان اثر ڈالا ولیم اول اپنے مراقشی خواجہ سراؤں اور اپنے پلرمو کے محل شاہی میں گانے اور عورتوں میں اتنا بدمست تھا کہ وہ ملک کی اضطرابی حالت کو بھول گیا تھا اس کے مرنے کے بعد سلطنت اس کی بیوی کی طرف منتقل ہو گئی جس نے حکومت کی باگ ڈور Gayto Petrus کو جو خواجہ سراؤں کا سردار تھا حوالہ کیا اور یہ افریقہ کے عرب سے متعلق تھا پلرمو Palermo کی تمام تجارت تقریباً انھیں لوگوں کے ہاتھ آگئی قوم نے انھیں کے عادات و اطوار اختیار کیے ان کے تہواروں میں یہ معمول تھا کہ عیسائی اور مراقشی عورتیں گانے کی مجالس میں اپنے خادموں کے نغمہ و لحن ترنم کے ساتھ گانا گاتی تھیں، ہر سر پارٹی اپنی مادری زبان میں گاتی تھی اور اٹلی کی عورتیں جو اپنے مراقشی خدام کے طنبور کا جواب دیتی تھیں صقلیہ الفاظ کو افریقی اوزان لب و لہجہ اور تال و سر میں استعمال کرتی تھیں اس طرح ملک کی عام زبان اور لاطینی زبان بالکل الگ الگ ہو گئی بلکہ عورتیں

لاطینی زبان سے ناواقف ہوگئیں تقریباً ڈیڑھ سو سال صقلیہ کی شاعری محبت کی شاعری Poemes میں محدود رہی جس میں شاعر سے امید کی جاتی ہے کہ جذبات محبت کی صحیح اور دل کش ترجمانی کرے اور دلوں کے جذبات کے اظہار کے لئے زبان کی ہم آہنگی اور تطابق ہی بہترین ذریعہ ہے لیکن یہ اصول صقلیہ اور اطالیہ کے ابتدائی شعرا کے یہاں مفقود تھا لہذا عرب اور پروفنسال کی مثالوں نے اس ظاہری زیب و زینت پر سادگی کو ترجیح دینے پر مجبور کیا ان کی شاعری پروفنسال کے نقش قدم پر چلی بلکہ یوں کہئے کہ عرب کے نقش قدم پر چلی جس کی پیروی پروفنسال شعرا نے کی تھی ان کے قواعد لے لئے گئے قوافی و عروض وغیرہ بھی مستعمل ہونے لگے جو بالکل عربی ایجاد ہے اطالوی کو تروبادور سے ملنے کا اتنا زیادہ موقع نہیں ملا جتنا کہ فرانس والوں کو اگرچہ پروفنسال زبان یہاں بھی بولی جاتی تھی لیکن پھر بھی اٹلی والوں نے ان کے متعلق نہایت سرگرمی کا اظہار کیا ہے Crescimbeni نے ایک کتاب پروفنسال شعرا پر لکھی ہے جس کو اس نے Nostradamus سے منتخب کیا ہے تمام اطالوی شعرا نے ان کا بہت عزت و احترام کیا ہے اور ملک کے تمام ادبی مورخین نے ان کے بہتم بالشان اور قومی اثرات کو تسلیم کیا ہے[1] ریناڈی نے لکھا ہے کہ سسلی کے مشہور مستشرق اماری (M. Amari) نے یہ ثابت کیا ہے کہ وطنی شاعری کی ایجاد میں سسلی عربوں کا مقروض ہے اور اٹلی سسلی کا کہ جب سسلی کے دربار نے اسلامی بادشاہی کا لباس پہنا اس وقت سے اس کی توجہ شاعری کی جانب ہوئی جو اطالوی شاعری کی ترقی کا وسیلہ بنی ریناڈی کا بیان ہے کہ عربوں نے تنہا سسلی اور اطالیہ کی شاعری ہی کو مدد نہیں پہونچائی بلکہ ہمارے قصص و افسانوں کی شکل و صورت ان کے مواد میں بھی مدد دی" اس بیان سے اسپین کے مشہور مستشرق آسین (——) کی اس رای کی تائید ہوتی ہے کہ اطالوی شاعر دانتی Dante نے اپنے شاہکار "المہزلۃ الالٰہۃ" Divine Comedy کا مواد معری کے رسالۃ الغفران سے اخذ کیا ہے یا بقول بعض محی الدین ابن العربیؒ کی مشہور کتاب فتوحات مکیہ

---

[1] Historical view of the literature South of Europe Sismondi

سے لیا ہے جس میں واقعۂ معراج اور سیرِ افلاک کی تفصیل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے اس شاہکار کی تفصیل سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس نے اس کی بُنیاد معری کی مذکور کتاب ہی پر قائم کی ہے۔ اس کے مصادر بالکل اسلامی معلوم ہوتے ہیں، واقعہ اسراء۔ فرشتوں کا آسمان پر چڑھنا، دوزخ و جنت کی کیفیت قرآن کریم سے ماخوذ ہے پھر قصہ معراج اور رسول کریم کا ساتوں آسمان پر جانا فتوحات مکیہ سے لئے گئے ہیں اور جنت و دوزخ میں مختلف لوگوں سے ملنے کا انداز رسالۃ الغفران سے لیا ہے دانتی اعراف میں کچھ ایسے لوگوں سے ملتا ہے جو ظہورِ نصرانیت سے پہلے گذرے ہیں جیسے سقراط socrates افلاطون Plato اور ارسطو Aristotle یا کچھ ایسے لوگوں سے ملتا ہے جو ظہور نصرانیت کے بعد ہوئے اور انھوں نے ملک اور علم کی خدمت کی مثلاً ابن سینا avesina ابن رشد Averoes اور صلاح الدین ایوبی حالانکہ اس نے جہنم میں بہت سے امرار نصاری اور روما کے پوپوں کو پایا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دانتی Dante نے اسرائیلیات سے بھی لیا ہو مگر چند ایسی واضح چیزیں نظر آتی ہیں جن کا ماخذ صرف اسلامی خیال اور رسالۃ الغفران وغیرہ ہی ہو سکتا ہے۔ مثلاً اعراف کا ذکر و عقیدہ خالص اسلامی ہے اور نعیم و عذابِ جسمانی بھی بالکل اسلامی عقیدہ ہے عالم بالا کی طرف انسان کا سفر بالکل اسلامی خیال ہے مکہ سے بیت المقدس کی طرف رات کو نبی کریم کا جانا بالکل آنحضرت ہی کا معجزہ ہے اسی سے واقعہ معراج کی تفصیل معلوم ہوتی ہے انھیں چیزوں کو ابو العلاء نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے اور دانتی کے لئے ان خیالات کا پانا اسلامیات کے علاوہ کہیں ممکن نہیں ہے اسی کی تقلید سے دانتی Dante نے بھی ان کو اپنے شاہکار طربیۃ الٰہیۃ میں بیان کیا ہے[1]۔ اٹلی پر اگر براہ راست اثر نہ بھی تسلیم کیا جائے تب بھی یہ تو ضرور ہی ماننا پڑے گا کہ اٹلی بروفنسال شعراء اور سسلی کی شاعری سے حد درجہ متاثر ہے جو ناقابل رد ہے اور جس کی تاریخ شاہد ہے اور یہ دونوں عرب سے بالیقین متاثر ہیں جیسا کہ مذکور ہوا لہٰذا ان مختلف ذرائع سے عرب کی شاعری سے اطالوی شاعری کا متاثر ہونا بھی ضرور ہوا جوان کے

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھو میرا مضمون "ابو العلاء المعری کا اثر مشرق اور مغرب پر" معارف

مشہور شاعر دانتی میں نمایاں ہے۔ اور اکثر اہل علم اور مغربی علماء نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے۔
پٹراک Petrarch[1] کی عرب کی شدید مخالفت اگرچہ انتہائی تعصب کا پتہ دیتی ہے لیکن اگر اس سے کوئی چیز بھی ثابت ہوتی ہے تو یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ عرب کی ہر دل عزیز شاعری کا اثر اس کے زمانہ میں بھی اٹلی میں پایا جاتا تھا۔ اور اس سے اہل نظر و علم پہچان لیتے ہیں کہ اس کے

---

[1] انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں ۱۹۳۷ء Encylopaedia Britanica v. 2. P. 1095 ہے:-
Petrarch refuses to believe that any thing good can com out of Arabia and speaks of Avarroes as a mad dog barking against the church.
اس کے مقابلہ میں یورپین محققین ہی کے اقوال سنیئے تو پٹراک کا تعصب بے نقاب ہو جائے گا۔ دیکھئے شاعری تو شاعری عربی کے علوم و فنون، فلسفہ و سائنس کے اثر کا بھی قطعی انکار ہے گویا آفتاب کو سیاہ کہنا ہے۔

(۱) ایک بڑا عالم بارتھیلمی سینٹ ہیلیر Barthalemy St. Hilaire ایک کتاب میں لکھتا ہے "کہ عربوں کے ساتھ میل جول اور ربط و ضبط کے اثر سے قرونِ وسطیٰ کے بدخو اور درشت مزاج سرداروں کے مزاج میں نرمی اور شائستگی پیدا ہو گئی۔ ان میں انسانیت کا نہایت اعلیٰ و ارفع شعور پیدا ہو گیا اور یہ امر نہایت مشکوک ہے کہ تنہا عیسائیت نے خواہ وہ کتنی ہی مفید کیوں نہ ہو ان میں ایسے اوصاف پیدا کر دئے ہوں۔

(۲) رینان Renan جیسے فاضل کا وہ خطبہ جس کو اس نے سار بن (Sorbonne) یونیورسٹی میں اسلام پر دیا تھا جس میں عربوں کا عجز ثابت کرنے کے باوجود کہتا ہے کہ چھ صدیوں تک علم کی ترقی عربوں کے طفیل میں ہوئی ہے یہ محقق بھی قرونِ وسطیٰ میں عربوں کے اثر کے اعتراف پر مجبور ہو جاتا ہے۔

(۳) لیبن Lebon کہتا ہے "کیا ہمارا یہ فرض نہیں ہے کہ ہم بتائیں کہ عرب اور تنہا عرب ہی وہ تھے جنہوں نے ہم کو لاطینی اور یونانی کا پتہ دیا اور یورپ کی تمام یونیورسٹیاں جس میں پیرس یونیورسٹی بھی ہے چھ سو برس تک انھیں کی کتابوں پر زندہ رہیں اور علمی بحث و نظر میں انھیں کا طریقہ اختیار کیا۔

(۴) کارلائل Carlyle کہتا ہے "کہ وہ قوم جو صحرانوردی کی زندگی بسر کرتی تھی اور صدیوں گمنام رہی بنی عربی کے ظہور کے بعد علوم و فنون میں ساری دنیا کی قبلہ گاہ بن گئی اور اپنے نبی کے ذریعہ اتنی قوت و شوکت حاصل کر لی کہ ایک صدی کے اندر پورا کرۂ ارض اس کی عقل اور اس کے علوم سے پُر نور ہو گیا۔

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

زمانہ میں بھی عرب شاعری کا اثر اٹلی میں کتنا گہرا اور کس قدر عظیم الشان تھا۔ بہرحال جس طرح عربی سائنس و فلسفہ سے متاثر ہو کر سرزمین فرانس میں مارسلیز marseilles تولوز Toulouse ناربونے Norbonna اور مانٹ پلیر mont Pellier عربی فلسفہ کے مرکز بن گئے تھے اور مغربی فرانس میں کلونی Cluny علوم و فنون کی اشاعت کا مرکز بن گیا تھا اسی طرح عربی شاعری کا بحر ذخار بغداد و شام کے عظیم الشان پھاٹکوں سے نکل کر اندلس کے میدانوں میں بل کھاتا ہوا صقلیہ، اطالیہ اور فرانس کی سرزمین میں پہنچ گیا اور ان کی خشک زمینوں کو سیراب کر کے شاداب بنا دیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کیا اس کے بعد بھی آج کے علماء جن کی آزاد خیالی مشہور ہے جن میں مذہبی تعصب بھی نہیں ہے عربوں کے محاسن اور ان کے احسانات کا انکار کر سکتے ہیں؟ تفصیل کے لئے دیکھئے "اسلام اور عربی تمدن" از شاہ معین الدین احمد ندوی۔

تفسیر مظہری

عربی کی ایک لاجواب تفسیر

تفسیر مظہری اپنی غیر معمولی خصوصیات کے لحاظ سے بہترین تفسیر سمجھی گئی ہے۔ اس عظیم الشان تفسیر کے مطالعہ کے بعد تفسیر کی کسی کتاب کے مطالعہ کی ضرورت نہیں رہتی اس میں وہ سب کچھ ہے جو دوسری تفسیروں میں پھیلا ہوا ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے مدلول کلام الٰہی کی تسہیل و تفہیم تاریخی واقعات کی تحقیق و تدقیق۔ احادیث کے استقصار۔ احکام فقہی کی تفصیل و تشریح اور لطائف و نکات کی گل باشی میں "تفسیر مظہری" کے درجہ کی کوئی کتاب عربی زبان میں موجود نہیں امام وقت حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کے کمالات علمی کا یہ عجیب و غریب نمونہ ہے۔ الحمد للہ کہ اب اس بے مثال تفسیر کی تمام جلدیں طبع ہو گئی ہیں۔ قیمت تا بحد امکان کم سے کم رکھی گئی ہے پوری کتاب کی دس ضخیم جلدیں ہیں۔

ہدیہ غیر مجلد:۔ جلد اول سات روپے۔ جلد ثانی سات روپے۔ جلد ثالث آٹھ روپے۔ جلد رابع پانچ روپے۔ جلد خامس سات روپے۔ جلد سادس آٹھ روپے۔ جلد سابع سات روپے۔ جلد ثامن سات روپے۔ جلد تاسع پانچ روپے جلد عاشر پانچ روپے۔ ہدیہ کامل چھیاسٹھ روپے۔ رعایتی ساٹھ روپے